راشد الحق سمیع

ذوق پرواز

آخری قسط (۸)

سفرنامہ یورپ

کاروان شوق ہر منزل سے آگے بڑھ گیا
میری ہر منزل غبار رہ گزر ہوتی گئی

یہ ذوق پرواز کی آخری قسط ہے۔ اور میں خود حیران ہوں کہ ذوق پرواز کے اس طویل سفر کے سلسلے کو کیسے اتنا عرصہ جاری رکھ سکا۔ ابتدا میں پندرہ بیس صفحات لکھنے کا خیال تھا۔ پھر قلم گھسیٹتے گھسیٹتے سو (۱۰۰) صفحات سیاہ کریگا۔ تاہم اس کے بعد اب مزید خامہ فرسائی نہیں کروں گا۔ یہ داستان دراز اور قصہ طولانی سے یقیناً معزز قارئین "الحق" اکتا چکے ہونگے۔ کیونکہ کل مبذول مملول (زیادہ مستعمل چیز سے طبیعت اکتا جاتی ہے) اور پھر ذوق پرواز میں کونسے ایسے نکتہائے خرد افزاء اور دقیق لطائف ہیں... بلکہ رطب ویابس کا ایک مجموعہ ہے۔ اور بہت سے قارئین اس سلسلے کی طوالت کے بارے میں مرزا سودا کا شعر اپنے ساتھ پڑھتے ہونگے۔

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر اپنی تو نیند اڑ گئی تیرے فسانے میں

ان اوراق پریشاں کا یہ دفتر اور گرد وغبار کا یہ مجموعہ اور حکایت برق وخرمن کو پڑھتے پڑھتے آپ کا دامن فکر بھی غبار آلودہ ہوا ہوگا۔ پہلی قسط شائع ہونے کے بعد لوگوں نے اس سلسلے کو جاری رکھنے کی تلقین کی اور بڑوں نے حکم دے دیا کہ اب مکمل کرکے چھوڑنا ہے۔ (والا مر فوق الادب) اور یوں طبع آزاد نے خاطر دوستاں کی خاطر کچھ نہ کچھ لکھنا جاری رکھا۔ اگر چہ یہ امر مشکل تھا کہ مدرسہ میں تدریس اور انتظامی امور کے ساتھ ساتھ ہرماہ رسالہ کی تیاری اداریے اور پھر ذوق پرواز کیلئے مواد پیدا کرنا میرے ناتوان کندھوں پر تھا اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر پریشانیاں اور "مسائل شتیٰ" کا بھی سامنا تھا اور اس کے ساتھ پھر "رہین ستم ہائے روزگار" بھی رہا، لیکن قارئین کی دل لگی کے لیے خامہ فرسائی کرتا رہا۔

گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

بالآخر آپ جیسے مخلص قارئین کی دعاؤں سے منزل پر پہنچ کر ہی دم لیا۔
اور حکایت جنوں کو اب وودہن سے جگمگاتا رہا۔ کہ

نقش ہیں سب نا تمام خون جگر کے بغیر   نغمہ ہے سودائے خام خون جگر کے بغیر

لنڈن کے چند اہم مقامات :-

لنڈن میں بی بی سی یعنی برٹش براڈ کاسٹنگ کی عمارت شہر کے درمیان واقع ہے ۔ یہ بلڈنگ بھی وہی روایتی، پرانی انداز میں بنی ہے ۔ یہ عمارت نہ بہت بڑی اور نہ ہی بہت چھوٹی۔ اسی مقام سے ساری دنیا میں "جھوٹی سچی" خبریں نشر ہوتی ہیں اور دنیا کی سب سے زیادہ خبریں اسی مقام سے سنی جاتی ہیں۔ خصوصاً برصغیر میں تو اس کے سننے کا بڑا ہی اہتمام ہوتا ہے ۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں لیکن ایک بڑی وجہ غلامی کے اثرات بھی ہیں۔ بی بی سی کی عمارت جب پہلی مرتبہ دیکھی تو حیرت ہوئی کہ ساری دنیا میں اتنا چرچا شور شرابا اور جب یہاں دیکھا تو اس شعر کے مصداق پایا:

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا   جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

لنڈن کا گورستان شاہی (ویسٹ منسٹر ایبے):-

لنڈن میں میں " ویسٹ منسٹر" کے گورستان شاہی (منزل حسرت افزا) پر بھی " حاضری " دینے گیا۔ جہاں پر شاہوں کی درمیان علم وفضل کے وہ وہ آسماں زیر زمین دفن ہیں۔ مثلاً ولیم شکسپیئر جو انگلستان و یورپ کا سب سے بڑا رائٹر، ادیب، فنکار، شاعر اور ڈرامہ نگار یہیں زیر خاک ہے۔" واروکشائر " کے ایک گاؤں (سٹرالفورڈ) میں غالباً ۲۳ اپریل ۱۵۶۴ء کو پیدا ہوئے۔ آسمان علم وفضل کے درخشاں ستارے کے والدین بالکل کورے ان پڑھ تھے ۔ اس نے بھی گاؤں کے پرائمری سکول میں روایتی ابتدائی تعلیم حاصل کی ۔ یہ بعد میں مختلف حیثیتوں سے کام کرتا رہا۔ آہستہ آہستہ اس کی شہرت بڑھتی گئی ۔ اور یہ ایک کامیاب رائٹر اور ڈرامہ نویس بن گیا۔ انگلستان میں صرف اور صرف اس کا طوطی بولتا تھا۔ اور ملکہ الزبتھ اول کی سرپرستی اسے حاصل رہی۔ مغربی علم وادب اور فن وثقافت پر شکسپیئر کے بہت زیادہ اثرات پڑے ہیں۔ بلکہ ہمارے ایشیا میں بھی پڑھے لکھے نوجوانوں کو اس نے بہت متاثر کیا ہے ۔ یہ بڑا شاعر بھی تھا اسکی چند مشہور نظمیں یہ ہیں ونیس اینڈ اوڈنس ۱۵۹۳ء میں شائع ہوئی اور کافی پذیرائی حاصل کی ۔ اور ریپ آف لیوکریٹس ۱۵۹۴ء میں منظر عام پر آئی اور سائنٹ ۱۶۰۹ء میں شائع ہوئی ۔ اس کے علاوہ اس نے

ایک تاریخی یادگار وصیت نامہ بھی لکھا۔ جو انگلش ادب میں ایک شہکار وصیت نامہ ہے۔ اردو ادب میں شکسپیئر پر بہت کام ہوا ہے۔ اور اس کی تصانیف کے کئی تراجم ہوئے ہیں۔ ان میں مولوی عنایت اللہ دہلوی سرفہرست ہیں۔ دوسرے حضرات میں صوفی تبسم قاسم محمود اور سید رضوی نمایاں ہیں۔ اس نے کئی شہکار ڈرامے لکھے اور وہ سب کامیاب ہوئے۔ اور سب سے زیادہ شہرت "ہیملٹ" کو حاصل ہوئی۔ اسی قبرستان میں جیوفری چاسر (کنٹر بری ٹیلز) انگریزی شاعری کا باپ مدفون ہیں۔ ۱۳۴۰ء میں انگلستان میں پیدا ہوئے۔ اس نے کئی کتابیں لکھیں، اسکی بڑی منظوم کتاب جسمیں ۲۲ کہانیاں درج ہیں کافی مقبول ہے۔ اسکو بادشاہ ایڈور نے اہم عہدوں پر رکھا۔ ۲۵ اکتوبر ۱۴۰۰ء میں فوت ہوا۔ اس کے علاوہ وہ گلیڈسٹون، آئزک نیوٹن، ڈارون اور ابھی تازہ ہی بات ہے کہ لیڈی ڈیانا کی آخری تقریبات ورسومات بھی اسی ویسٹ منسٹرا ایبے کے گرجے میں ادا کی گئیں۔ جیسے کہ ماضی میں کئی بڑے بڑے لوگوں کے تابوت بعد میں یہاں پر دفنائے گئے۔ کیا عجب برسوں بعد لیڈی ڈیانا کو بھی وہاں کے عوام اپنے آبائی قبرستان سے اس کو اٹھاکر یہاں لے آئیں۔

آکسفورڈ سٹریٹ :- لنڈن کا سب سے بڑا شاپنگ ایریا :-

یہ مقام لنڈن کے بالکل درمیان میں واقع ہونے کی وجہ سے ہر وقت یہاں سیاحوں اور خریداوں کی بڑی بھیڑ ہوتی ہے۔ انگلستان میں یہ خریداری کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ انگلستان اور یورپ میں ہرجانب خوبصورت جدید انداز میں تعمیر کیے گئے شاپنگ سنٹرز بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے آکسفورڈ سٹریٹ کے شاپنگ پلازے ایک امتیازی حیثیت کے حامل ہیں۔ ان بڑی بڑی دکانوں کا تصور بھی پاکستان یا ہندوستان میں کرنا مشکل ہے۔ یہ بڑے بڑے پلازے کئی کئی منزلوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جس میں بیک وقت سینکڑوں افراد کا سٹاف موجود رہتا ہے۔ اس کے ساتھ ہزاروں گاہکوں کے ہجوم بے کراں کو کنٹرول اور سامان کی دیکھ بھال کیلئے خود کار آٹومیٹک حساس ویڈیو کیمرے ہر جانب خفیہ طور پر لگائے گئے ہوتے ہیں۔ یہ کسی بھی لمحے تغافل نہیں برتتے اور ہر شخص پر "کڑی" نظر ڈالتے ہیں بلکہ سب کو ایک آنکھ سے گھورتے ہیں۔ یہاں کی دلچسپ بات یہ ہے کہ ان خریداری کی دکانوں میں خریداروں سے زیادہ عام آدمیوں کی ریل پیل نظر آتی ہے جو ان دکانوں میں یونہی گھوم پھر کر محض "شوخئ نظارہ" کرتے ہیں۔ میں بھی لنڈن میں دونوں مرتبہ یہاں کی "یاترا" کرنے پہنچا۔ اور پیرس کی طرح یہاں سے خالی جھولی واپس نہیں آیا۔ بلکہ خریدار بنا اور یوں "خریداران یوسف" میں اپنا نام لکھوا لیا اور تھوڑی بہت "سوغات" یہاں سے خریدی۔ یہ

لندن کا ایک خوبصورت اور پر رونق مقام ہے ۔ یہاں اکثر کپڑوں ، گارمنٹس ، کوٹ، پینٹس اور دنیا بھر کی اشیاء بکتی ہیں ۔ دنیا بھر میں سے لوگ بطور اعزاز یہاں آکر خریداری کرتے ہیں ۔

لنڈن کا تاریخی اور خوبصورت گھنٹہ (بیگ بین):۔

یہ ایک خوبصورت چمک دمک والا مینار ہے ۔ جس کے چاروں " رخساروں" پر بڑی بڑی سوئیاں سجی ہوتی ہیں ۔ یہ ایک بہت بڑی گھڑی ہے ۔ اس مینار نے اتنی شہرت حاصل کرلی ہے کہ اب یہ لنڈن کی علامت بن گئی ہے ۔ یا یوں کہیے کہ یہ لنڈن کی ناک ہے ۔ اور کسی درجہ میں پیرس کے ایفل ٹاور کے مقابل ہے ۔ اس مینار پر بڑا خوبصورت کام ہوا ہے ۔ یہ کافی پرانا ہے ۔ اور دریائے ٹیمز کے کنارے واقع ہے ۔ سیاحوں کے لشکر کے لشکر اس پر کیمروں کے فلشوں کی " ری " کرتے رہتے ہیں ۔ اکثر کھلونوں اور بک سٹورز پر اس کے کارڈز اور ماڈلز فروخت ہوتے ہیں ۔ یہاں بھی کئی دفعہ گیا اور " بالمشافہ " کئی مرتبہ ملنے کا " شرف" حاصل کیا......

لنڈن کا مشہور دریائے ٹیمز اور چند ساحلی مقامات:۔

لنڈن میں دریائے ٹیمز شہر کے درمیان سے گزرتا ہے ۔ یہ صدیوں سے ہی بہتا چلا آرہا ہے ۔ اور انگلستان کے مشہور شعراء اور لکھنے والوں نے اس پر کئی نظمیں لکھیں ہیں ۔ اور پوری دنیا میں اس کے روانی اور جوبن کے جھوٹے قصے مشہور کیے ہوئے ہیں ۔ مجھے بھی کافی اشتیاق تھا کہ آخر یہ کونسا ایسا دریا ہے جس کی مدحہ میں انگریزوں نے دریا کے دریا بہادیئے ہیں ؟(اس سے تو ہمارے گاؤں کا دریائے کابل بدرجہ اتم بہتر ہے)، اور اس دریا کی تعریف میں کئی پل باندھ دیے ہیں ۔ یہ ایک خاموش دریا ہے ۔ کسی لہر کسی مدوجزر کوئی موج اور کوئی ارتعاش اس کے وجود میں نہیں اٹھتا ۔ دیکھنے میں ایک معمولی دریا ہے ۔ انگریزوں نے صرف زیب داستان کیلئے اس کی تشہیر کی ہے ۔ ویسے یہاں کا لنڈن برج کافی مشہور ہے اور پھر اسی دریائے ٹیمز کے نیچے ۱۸۷۰ء میں ایک (سب وے) بنائی گئی تھی ۔ اور اسی سرنگ سے آمدورفت ہوتی تھی اس وقت دریا کے نیچے یہ بنانا انجینئرنگ اور انگریزوں کا ایک بڑا کمال تھا ۔ آجکل انگلستان اور فرانس کے درمیان سمندر کے نیچے ایک بہت بڑی سرنگ تعمیر کی گئی ہے جس میں تیز رفتار ٹرینیں چلتی ہیں ۔ یہ بھی سائنس اور انجینئرنگ کا ایک یادگار تاریخی کارنامہ ہے ۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ پیرس میں بھی بالکل بیچوں بیچ دریا سین گزرتا ہے ۔ شاید قدرت کو بھی معلوم تھا کہ ان دونوں ملکوں اور شہروں میں رقابت ہوگی تو اس لحاظ سے دونوں کو دریاؤں میں بھی یکساں بنایا ۔ لنڈن شہر میں سمندر نہیں بلکہ شمال میں

لنڈن سے کافی فاصلے پر ساحل سمندر ہے۔ اس کو (ساوتھ اینڈ) کہتے ہیں۔ یہاں پر بچوں کا بڑا پلے لینڈ ہے اور سمندر میں ایک لکڑی کا بڑا پل تعمیر کیا ہے۔ جس پر لوگ اکثر گھومتے رہتے ہیں یہاں پر اچھی خاصی دکانیں بھی ہیں۔ اس جگہ کے لیے دو ٹرینیں بدلنی پڑتی ہیں۔ ہم لوگ بھی وہاں پر چند گھنٹے گزارنے گئے۔ اور یہ مقام نہانے کیلئے نہیں۔ کیونکہ یہ بہت ہی مختصر ساحل ہے۔ اور پانی بھی گندہ ہے۔ اسی طرح لنڈن سے باہر برائیٹن ایک چھوٹا شہر ہے۔ یہ سمندر کے کنارے پر بڑے ہی سلیقے اور خوبصورتی سے تعمیر کیا گیا ہے۔ برائیٹن بھی مصر کے شہر اسکندریہ (جس کو سکندر اعظم نے تعمیر کیا تھا) کی طرح بالکل ساحل کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ برائیٹن ہی کی طرح انگلستان کا ایک اور خوبصورت شہر کاڈیف جو (ویلز) کے خوبصورت علاقے کا صدر مقام ہے۔ یہ بھی ساحل سمندر کے قریب ہے اور بڑا پرسکون اور کشادہ شہر ہے۔ برائٹن میں بھی ایک بہت بڑا پلے لینڈ بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک کسینو بھی ہے۔ یہاں پر اکثر لوگ اتوار کے دن زیادہ آتے ہیں۔ ہم لوگ بھی وہاں گئے اور راستے میں بارش تھی اور پہلی مرتبہ میں نے انگلستان میں سمندر اسی مقام پر دیکھا۔ یہ ۱۹۹۳ء کی بات ہے۔ اسی طرح لندن میں انڈیا آفس لائبریری بھی ایک قابل دید اور تاریخی نوعیت کی عظیم لائبریری ہے۔ جس میں بلامبالغہ لاکھوں کی تعداد میں کتابیں موجود ہیں۔ لیکن زیادہ تر حصہ عالم اسلام اور برصغیر سے لے جایا گیا ہے۔ اب حکومت پاکستان اور ہندوستان دونوں اس کی ملکیت کے دعویدار ہیں۔ کہ ہمیں اپنی کتابیں واپس کی جائیں، لیکن انگریزوں نے انکار کرکے صرف فوٹوکاپی دینے کا اعلان کیا ہے۔ انگلستان میں بلکہ پورے یورپ میں مطالعہ کا بہت زیادہ ذوق پایا جاتا ہے۔ اور ہر سال لاکھوں کتابیں چھپتی ہیں اور ہفتوں میں کئی کئی ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوتے ہیں۔ اور پہلے سے خریداروں کی باقاعدہ ویٹنگ لسٹ بنائی جاتی ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ باوجود مادیت کی دوڑ اور ٹی وی، ویڈیو، ڈلش اور نائٹ کلبوں کے ہوتے ہوئے بھی کتاب کا ذوق ماند نہیں پڑا۔ اور ہمارے ہاں اور خصوصاً مسلمانوں کے لیے کتاب اور مطالعہ دونوں ایک "شغل لایعنی" ہے۔ اسی طرح لندن میں نیشنل آرٹ گیلری بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ میں نے اس کو پہلی مرتبہ دیکھا تھا اس میں اتنی قیمتی اور نادر پینٹنگس ہیں کہ اگر انگلستان دیوالیہ بھی ہوجائے تو کم سے کم سو برس تک اس میوزیم کی تصاویر کو بیچ کر "گذارا" کرسکتا ہے۔ لنڈن میں بکنگھم پیلس کا تذکرہ ضروری ہے کیونکہ تاریخ عالم تو شاہوں اور محلات کے ذکر کے بغیر نامکمل اور ناقص ہے...... ؟ بکنگھم پیلس ۱۷۰۳ء میں بنا اور معمولی ردوبدل کے بعد اپنے اسی طمطراق اور رونق کے ساتھ قائم ہے۔ پچھلی مرتبہ یہاں بھی "حاضری" دینے کیلئے پہنچا۔ یہاں پر کیسے کیسے جارجز اور بادشاہ

گذرے ہیں ۔ آج ان کا نام ونشان بھی نہیں ملتا ۔ بکنگھم پیلس کا اب ایک حصہ سیاحوں کیلئے بھی کھول دیا گیا ہے ۔ اور چند پونڈ کی خاطر ملکہ اور شاہی خاندان اپنے دیوان خانہ اور نوادرات سیاحوں کے سامنے پیش کررہے ہیں ۔ یہاں سے میں ڈاوننگ سٹریٹ پہنچا ۔ یہ ایک چھوٹی سی گلی ہے جس میں انگلستان کے وزیراعظم صاحب کا سکرٹریٹ اور گھر ہے ، جو کہ دو تین بیڈ روم پر مشتمل ہے ۔ ہمارے حکمرانوں نے مغرب کی اکثر برائیاں تو لے لی ہیں لیکن ان حکمرانوں کی طرح اچھائیاں کسی نے اختیار نہیں کی ۔ یہاں تو گھوڑوں اور کرکٹ کھیلنے کیلئے محلات تعمیر کیے جاتے ہیں ۔ برطانوی وزیراعظم کی اس سرکاری رہائش گاہ کو دیکھ کر میں حیرت اور تعجب کے سمندر میں ڈوب گیا ۔ یہاں پر انگلستان کے موسم کا ذکر بھی کرتا چلوں کہ جو کہ ہر وقت ناسازگار ہوتا ہے ۔ اور سارا سال بارشوں میں نہلایا رہتا اور لنڈن (جہاں پر دنیا کا سب سے پہلا موسمی دفتر قائم کیا گیا) ہفتوں اور دنوں بعد آفتاب کا مکھڑا صرف چند گھنٹوں کیلئے نظر آتا ہے ۔ باقی اکثر بادلوں کے اوٹ میں چھپا رہتا ہے ۔ دیکھئے ایک وقت میں انگلستان کے اقتدار میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا آج اس چھوٹے سے سکڑے جزیرے میں ہفتوں بعد اپنے "درشن" کراتا ہے ۔ انگلستان اور یورپ میں ٹریفک کا نظام بھی مثالی ہے ۔ جس کا تصور بھی یہاں ہمارے ہاں مشکل ہے ۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جو مکمل ایک قسط کا متقاضی ہے ۔

مغرب اور عورت :-

مغرب میں عورت کا سیاسی ، سماجی ، معاشرتی ، عائلی مقام کیا ہے ؟ ۔ یورپ جو خود کو عورتوں کے حقوق کا " علمبردار " " چیمپین " کہلاتا ہے ، لیکن ہم یہاں پر مغرب کے مفکرین ، دانشوروں ، ادباء اور شاعروں کے اقوال پر نظر دوڑاتے ہیں۔ کہ ان کی نظر میں عورت کا مقام ومرتبہ حیثیت کیا ہے ؟ ۔ مشہور شاعر ہومر ۸۵۰ برس ق م) " عورتوں کو ناقابل اعتماد جنس خیال کرتا ہے" ۔ ارسطو ۳۲۲ تا ۳۸۴ ق م ۔ کے نزدیک " عورت ایک گھٹیا قسم کا مرد ہے" ۔ ورجل پیدائش ۷۰ ق م ۔ عورت کو بدل جانے والی جنس سمجھتا ہے ۔ ولیم شکسپئیر (اصل نام ایڈوڈ ڈی ویری) 604 - 1550ء کے نزدیک " اخلاقی کمزوری کا نام عورت ہے" ۔ میلٹن عورت کو " حسین عیب " کہتا ہے ۔ اور " پوپ کے نزدیک عورت دل میں ہمیشہ آوارہ رہتی ہے" ۔ یہ تو ہم نے مغرب کے اہم شعبوں کے چیدہ چیدہ افراد کے اقوال پیش کیے ۔ کہ ان کے نزدیک عورت کا مقام کیا ہے ؟ اب مغرب والے ہم پر چیختے چلاتے ہیں کہ عورت پر اسلام ظلم کرتا ہے اور اس

کے بارے میں مسلمانوں کا رویہ بہت خراب ہے۔ اور عورت پر اسلام میں اور خصوصاً مشرق میں بہت زیادہ ظلم ہوتا ہے۔ حالانکہ بات بالکل بالعکس ہے۔ عورت کو جس بلندیوں کے مقام پر اسلام اور مشرق نے پہنچایا ہے اس کا مغرب والے تصور بھی نہیں کرسکتے۔ کیونکہ انہوں نے تو عورت کو انسانیت سے بھی نیچے فحاشی اور بے حیائی کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دیا ہے۔ عورت مغرب میں محض ایک " خوشنما اور خوبصورت سٹیکر " ہے۔

ع بے چاروں کے عصاب پر عورت ہے سوار

جس کے استعمال اور تصویر سے پروڈیک اور پیداوار نکالنے میں فائدہ ہوتا ہے۔ یا پھر انسانی ہوس کا ایک عارضی " کھلونا " ہے۔ اس کے علاوہ مغرب میں عورت کے دیگر رشتوں اور اس کے ساتھ انسانی اقدار کی کوئی اہمیت نہیں۔ موجودہ حال تک عورت کو پہنچانے میں اٹھارویں صدی کے صنعتی انقلاب اور فرانس کے انقلاب کا کافی عمل دخل ہے۔ یورپ کے صنعتی انقلاب نے عورت کو گھروں سے باہر نکالنے پر مجبور کیا اور مادیت کے حصول کی خاطر عورت اپنے جنت نما گھر ، ممتا کے رشتے اور وفاشعار بیوی کی ساری عظمتوں کو چھوڑ کر مشینوں ، چمنیوں اور بازاروں میں پہنچ گئی۔ اس کے ساتھ انقلاب فرانس نے مزید اس کی بگاڑ کی۔ اور مغرب کی عورتوں میں حقوق کے نام پر بدچلنی ، فحاشی ، مادر پدر آزادی پیدا کی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ انگریزی ادب نے عورت کا رہا سہا بھرم بھی نکال دیا۔ ملاحظہ ہوں یورپ کے چند ترقی یافتہ ادیبوں کی نگارشات (مسز الزبتھ سگانٹن) :۔ "شادی عورت کو ذلیل کرتی ہے"۔ چارلٹ گلیمن :۔ " مرد اور عورت کے غیر منظم جنسی تعلقات کو ہم بدکرداری نہیں سمجھتے"۔ مسز فلورنس دائز :۔ " بہت سی غیر شادی شدہ عورتیں بچوں کیلئے خواہش رکھتی ہیں ان کی ممتا کے اظہار و تسکین کیلئے موقعہ فراہم ہونا چاہئیے"

مشرق اور مغرب کا تضاد اسلام اور عیسائیت :۔

مشرق اور مغرب میں صدیوں قبل جو خلیج قائم ہوئی تھی یہودیوں کے مسلسل پے درپے سازشوں نے اس کو موجودہ صدی میں اور زیادہ وسیع کردیا ہے۔ اور اب دونوں کے درمیان خلیج کے بجائے ایک بحر بیکراں پیدا ہوگیا ہے۔ مغرب اسلام اور مشرق کے بارے میں کافی متشدد ہوگیا ہے۔ اور بہت سے واقعات نے دونوں کے درمیان بعد المشرقین پیدا کردیا ہے۔ مشرق و مغرب میں مذہب ، سیاست ، مفادات ، تجارت ، معاشی برتری اور عسکریت اور بیرونی طاقتوں (یہودیوں نے) کافی عمل دخل کیا ہے۔ موجودہ زمانے میں دنوں کی زندگی ہر شعبے میں نمایاں فرق ہے بلکہ دونوں معاشروں میں تضاد اور اختلاف ہے۔ مثلاً تہذیب ، ثقافت ، معاشرہ ، کلچر ، تمدن ، اخلاقیات ، عادات

روایات، مذہب، طرز حکومت، پارلیمنٹ، جمہوریت، تعلیم الغرض ہر چیز میں دونوں کی الگ الگ سوچ ہے۔ بلکہ اکثر امور میں ایک تصادم کی صورت ہمیں نظر آتی ہے۔ اس لئے ہی مشہور شاعر کلپنگ (Cliping) نے کافی عرصہ قبل کہہ دیا تھا کہ " مشرق مشرق رہے گا اور مغرب مغرب دونوں کبھی یکجا نہیں ہوسکتے "۔ اور میرے خیال میں مستقبل بعید میں بھی کوئی قرب اور تعاون اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی صورت نہیں نظر آتی۔ اور موجودہ حالات میں اس کھچاؤ کی تمام تر ذمہ داری عالم عیسائیت اور یورپ پر ہے۔ آج معاشی ترقی کے علاوہ مغرب کے پاس اور کیا بچا ہے ؟ مادہ اور دولت کے حصول کیلئے انہوں نے ہر چیز دنیا کے بازار میں آکر بیچ دی۔ انہوں نے اخلاق، مذہب، سکون روحانیت، رشتے ناطے اور معاشرت الغرض ہر چیز پونڈ اور ڈالر کے عوض نیلام کردی۔ اب مغربی معاشرہ اور عالم عیسائیت ہم سے بھی یہ چاہتا ہے کہ یہ لوگ کیوں اپنے مذہب سے ابتک چمٹے ہوئے ہیں۔ اور اس فکر میں ہیں کہ اسلام کو کیوں کر ایک " فرسودہ جامد پرانا " مذہب ثابت کریں اور یہ کہ موجودہ وقت میں اسلام زمانہ کی رفتار کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ اور اسلام اور مسلمان کو ایک وحشی، مذہبی جنونی، بنیاد پرست، ثابت کیا جائے۔ تاکہ دنیا بھر میں عام طور پر اور خصوصاً امریکہ اور یورپ میں اسلام اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اثرات کو کم کیا جائے۔ کیونکہ الحمدللہ اسلام یورپ کا دوسرا بڑا مذہب بن گیا ہے۔ اس باب میں یورپ نے مستشرقین کے ذریعے سے صدیوں کافی کام کیا۔ اور پھر عیسائی مشنریز نے بھی کافی کوششیں کیں اور اب میڈیا، مواصلات کے ذریعے سے مسلمانوں کو بنیاد پرستی کی شکل میں پیش کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور یہ قیاس انہوں نے اپنی ملت پر کیا ہے۔ جتنا کہ یہ اسلام کے خلاف شوروغل کررہے ہیں اتنا ہی زیادہ اس کے اثرات پھیل رہے ہیں۔ دین حنیف کے برکات اور روحانیت، سکون قلب اور حقیقی آسمانی مذہب اور ایک سچے پیغمبر کی تعلیمات اور کردار کی بلندی، قرآن کریم کی عظمت اور پیشن گوئیاں اور اس کی وسعت و جامعیت اور گہرائی و اندازبیان ہر چیز صحیح ثابت ہورہی ہے۔ یورپ میں اسلام کی بڑی ضرورت ہے۔ لیکن یورپ کے ان حالات میں عالم اسلام آج خود بے حس ہے۔ اسلامی بڑی طاقتیں تو پہلے ہی امریکہ کے چنگل میں پسی ہوئی ہے۔ اورخود امریکہ " بیچارہ " یہودیوں کے مالی شکنجے میں کسا ہوا ہے۔ آج عالم اسلام تھوڑے بہت بھی خلوص کے ساتھ اور مسلک اور ذاتی نام و نمود کی پرواہ کیے بغیر کافی کام کرسکتا ہے۔ چند تنظیمیں اور گنے چنے مخلص افراد اور خصوصاً تبلیغی جماعت وہاں پر اسلام اور قرآن کیلئے مخلصانہ کوششیں کررہی ہیں۔ تاہم ابھی بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاکستانی علماء کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ صلاحیتیں دی ہیں لیکن یہ وہاں پر فروعی اختلافات میں الجھ گئے ہیں۔ مثلاً رفع یدین، امین بالجہر،

اسقاط، قراۃ خلف الامام، سماع موتیٰ، یا پھر اکثریت چندہ سکیم والے ہیں۔ اگر کبھی فرصت ہوئی اور کسی نے خواہش کی تو ان پردہ نشینوں کے نام ان کے کارناموں کے ساتھ قارئین " الحق" کیلئے آشکارا کرونگا۔ اور ان کے وارداتوں کے عجیب عجیب واقعات سے بھی قارئین " الحق" کو محظوظ کراؤنگا...... آمدم برسر مطلب

شیخ سعدیؒ نے دعا کی تھی کہ میری زندگی کے ابتدائی تیس سال حصول علم میں گذر جائیں۔ باقی تیس سال دنیا کی سیاحت کی نذر ہوں۔ اور باقی تیس سال تصنیف و تالیف میں بسر ہوں۔ (تحدیث نعمت کے طور پر) الحمدللہ میری زندگی میں تیس سال مکمل ہونے سے پہلے مروجہ تعلیم سے فراغت حاصل ہوگئی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تھوڑی بہت دنیا کی سیاحت بھی کرلی۔ اور پھر " الحق" کے انہی صفحات پر تھوڑی بہت خامہ فرسائی بھی شروع کردی اور تدریس بھی اور قومی اخبارات میں کالم نگاری بھی۔ (الحمدللہ علی کل نعمۃ)

اپنے اس مختصر عرصہ حیات میں بے شمار مقامات دیکھے، اور نگر نگر کی خاک اڑائی، کبھی ادھر ڈوبے ادھر نکلے اور کبھی ادھر غروب ہوکر ادھر طلوع ہوئے۔ اور یوں متعدد ممالک اور براعظموں کی سرحدوں کو " شتابی" کے ساتھ پھلانگ گیا۔

عشق کی اک جست نے طے کردیا قصہ تمام اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

ہر منزل اور ہر رہ گزر اور ہر دشت صحرا میں اپنے ساتھ یادوں کے قافلے ہاتھ تھامتے چلے گئے۔

میں تو تنہا ہی چلا تھا جانب منزل مگر لوگ ساتھ آتے آگئے اور کارواں بنتا گیا۔

راقم نے قارئین " الحق" کو اس چھوٹے سے سلسلہ " ذوق پرواز" (سفرنامہ) میں اس بے پایاں و وسیع و عریض کائنات کی چند منزلوں کی سیر اور چند خوشگوار یادوں اور مشاہدات کے " درشن" اور نظارے کرانے کی سعی کی ہے۔ معلوم نہیں کہ اس طویل خامہ فرسائی اور میری صحرانوردی سے آپ نے کیا تاثر لیا ہوگا۔ اس سے کوئی غرض اور سروکار نہیں۔ غالب نے اسے ہی موقعہ پر کہا تھا؛

نہ ستائش کی تمنا ہے نہ صلہ کی پروا نہ سہی گر میرے اشعار میں معنیٰ نہ سہی

یہ تو میرے چند دوستوں کا پرزور اصرار تھا کہ روداد سفر لکھوں۔ تو ان کی تعمیل حکم کی اور یہ سفرنامہ اس درویش بے گلیم کا حقیر سا تحفہ ہے۔ ع برگ سبز است تحفہ درویش

مجھے اس سفر سے انتہائی فائدہ ہوا اور صرف سیر و تماشا پر اکتفا نہیں کیا

ع ہوس سیر و تماشا سو وہ کم ہے ہم کو

بلکہ دل ودماغ کی دنیا پر نئی دنیا کے کئی نقوش ابھرے اور اپنے محدود علم میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ اور بے شمار تجربات حاصل ہوئے۔ ان گنت تہذیبوں کو کتابوں سے نکل کر اپنی آنکھوں سے دیکھا "لیس الخبرو کالمعاینۃ" خدا کی خوبصورت بنائی ہوئی دنیا دیکھی۔ سیروفی الارض کی عملی تفسیر کا مشاہدہ کیا۔ الغرض اپنے زیست کے ابتدائی سفر میں ان اسفار نے آئندہ زمانے کے لئے بہت سے بند دروازے وا کردیئے۔ اور پھر اس کے بعد علاج تنگی داماں کی شکایت نہ رہی۔ یہ سب کچھ اس آوارگی اور صحرانوردی کی بدولت ہی حاصل کرسکا۔

کس کو سنائیں حال دل زار اے ادا　　آوارگی میں ہم نے زمانے کی سیر کی

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ ابھی اپنی دشت نوردی و صحرا پیمائی اور جنون شوق کو آسودگی نہیں ملی۔ اور نہ ہی کوئی ٹھکانہ۔

یہاں تنگئ قفس ہے وہاں فکر آشیانہ　　نہ یہاں میرا ٹھکانہ نہ وہاں میرا ٹھکانہ

جادۂ صحرائے جنوں کو پاؤں اور ابلوں کے ساتھ طے کیا۔ جب پاؤں بھی ٹوٹ گئے تب طلب شوق میں پلکوں سے کام لیا۔اور جب یہ بھی کارگر ثابت نہ ہوئیں اور چورچور ہوگئیں تو تب کئی فاصلے اور منزلیں دل کی دھڑکنوں سے قطع کیے۔ لیکن ساتھ میں یہ خوف بھی دامن گیر ہے کہ شاید منزل ملے بھی نہیں۔میرے طرح بہت سے لاچار پہلے ہی اس آرزو میں گذرگئے اور باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

تھک تھک کے ہر مقام پر دوچار رہ گئے　　تیرا پتہ نہ پائیں تو لاچار کیا کریں

عجائبات عالم میں سے یہ بھی ہے کہ ایک ناتجربہ کار وکمزور وحشت پسند مسافر آفاقی کو یہ کائنات اپنے جنون کے لئے کم پڑ گئی۔ غالب نے کسطرح ہم جیسے مجنونوں کی خوب ترجمانی کی ہے۔ یقیناً اس شاعر حقیقت پسند کو بھی اپنی وحشت کیلئے اسی طرح شکایت تنگی زمان ومکان رہی۔

وحشت کو میری عرصہ آفاق تنگ تھا　　دریا زمین کو عرق انفعال ہے

جب بھی کسی منزل تک پہنچنے یا سرکرنے کی نوبت قریب آتی ہے تو خوگر پرواز طبعیت یک گونہ افسردہ ہوجاتی ہے۔ کیونکہ میں تو لیلائے ذوق طلب کا مستانہ ودیوانہ ہوں۔ اور اپنا نصب العین تو پلٹنا، پھرنا، طلب کرنا ہی ہے۔　ع　ایک نئی منزل نظر آتی ہے ہر منزل کے بعد

حضرت جگر مرحوم کے خوبصورت اشعار جو حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی طرح مجھے بھی بہت پسند ہیں۔

جز ذوق طلب جز شوق سفر کچھ اور ہمیں منظور نہیں

اے عشق بتا اب کیا ہوگا کہتے ہیں کہ منزل دور نہیں

دیکھئیے ایک مدت سے کمر کھولے ہوئے یہاں گاؤں کے ایک گوشے میں پڑا ہوا ہوں ، اور جنوں کی حکایت لکھتے لکھتے تھک گیا ہوں۔

بیکاریٔ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی ؟

اور ان پاؤں کے آبلوں کی پیاس اب دیکھی نہیں جاتی ، اس لئے کسی پرخار وادی کی تلاش ہے۔ جس میں ان کو پھوڑ سکوں۔ اوریوں جو مدتوں سے کانٹوں کا کام ودھن تشنہ لبی سے شکوہ سنج ہے وہ تر ہوجائیں۔ دیکھئے غالب نے بھی ایسی ہی خواہش کی تھی حافظہ میں محفوظ ان کے ایک شعر نے اب انگڑائی لے لی ہے تو نذر قارئین ہے:

کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے یارب ایک آبلہ پا وادی پرخار میں آئے

مجھ سا سیماب صفت اور پارہ کی طرح" متحرک بلا ارادہ " کون ہوگا ؟ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے سینے میں کسی نے دل کی بجائے پارہ بھر دیا ہے۔ اور روح کے ساتھ سوزوساز ودرد وداغ داغ نے برسوں قبل میرے لیے ہی یہ شعر کہا تھا۔

شررو برق نہیں شعلہ وسیماب نہیں ٹھہرتا کس لیے پھر یہ دل بے تاب نہیں

دیکھئیے اب کب مشیت ایزدی ہمیں پابرےکاب کراتی ہے۔ اور کس نگر کے سمت میں اپنا کجاوا روانہ ہوتا ہے۔ کونسا جرس فریاد کرتا ہے۔ اور ہاتف غیبی ہمیں کس دیار کی خاک اڑانے پر امادہ کرتی ہے۔ اور کون سا مقصد ہمیں اس کشاکش غم دوراں سے دور لے جاتاہے

انگلستان ، سکاٹ لینڈ ، بلجیم ، ہالینڈ ، فرانس کو تو خوب ٹٹول کر دیکھ لیا۔ ساتھ میں اسلامی ممالک بھی دیکھ لئے ، انشاء اللہ آئندہ کبھی فرصت ملی تو اسلامی ممالک کی بھی روداد سفر مشاہدات وغیرہ ضرور لکھوں گا۔ اگر زندگی کی چند صبحیں اور چند شامیں اپنے پیمانہ عمر میں یسر آئیں تو حجاز مقدس ، مصر ، ایران ، افغانستان ، متحدہ عرب امارات ، ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک کا سفرنامہ بھی لکھونگا۔

مجھے دوران سفر ہر قسم کے خوشگوار وناخوشگوار واقعات سے قدم بہ قدم واسطہ پڑتا رہا ، کئی واقعات تو سپرد قرطاس کردیے اور بہت سے نہ لکھ سکا

افسوس بے شمار سخن ہائے گفتنی خوف" فساد خلق" سے ناگفتہ رہ گئے

اور بہت سے ابھی باقی ہیں کیونکہ وسعت دل بہت ہے لیکن وسعت صحرا کم ہے ، اور یہ ذوق پروانہ ان کا تحمل نہیں کرسکتا۔ اس کیلئے ابھی اپنی زیر ترتیب خودنوشت کا انتظار کیجئے ، کیونکہ

بقدر شوق نہیں ظرف تنگ ہائے غزل　　کچھ اور چاہیئے وسعت میرے بیاں کیلئے

اور بے شمار کو سینے میں دفن کردیا۔

صرف ایک دلچسپ واقعہ سن لیں، اس بار بھی ماضی کی طرح کئی مخلص اور کرم فرما احباب نے نہایت سنجیدگی اور "ہمدردی" جتاتے ہوئے یہ پیشکش کی کہ کیوں نہ دیار غیر اور حوران فرنگ کے دیس میں آپکی خانہ آبادی کی فکر کی جائے اور کئی دوستوں نے "پیغام خطبہ" کی تیاریاں بھی ازخود کرلی تھیں۔ کہ بس یہیں پر آپکی "جائے سکونت" اور "قرارگاہ" بنائی دی جائے۔ شادی کیساتھ روزگار بھی میسر آئے گا۔ یعنی "ہم خرما ہم ثواب" کہ تمھارے ذمہ صرف ایجاب وقبول کی ذمہ داری ہوگی۔ اب میں ان غم خواروں اور کرم فرماؤں سے بجزاس کے کیا کہتا۔

دوست غم خواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا　　زخم کے بڑھنے تلک ناخن نہ بڑھ آئینگے کیا

اور جو شاہین ہندوپاک اور بازار مصر میں کسی کے دام زریں میں نہیں پھسا۔ اور وہ حوران فرنگ تو کیا فی الحال حوران خلد سے بھی عقد کی فراعت نہیں رکھتا۔ بھلا وہ اس زمستانی فضاء میں پھیلے ہوئے "گل وسبزہ" سے کیا تعارض کرے گا۔ ع　کہ مجھے دماغ نہیں خندہائے بیجا کا

بہرحال میں نے ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ کہ فی الحال پڑھنے اور پڑھانے اور صحافتی مصروفیات میں اتنا الجھا ہوا ہوں اور کیوں میری آزادی کو خطرہ میں ڈالتے ہو۔ اور کیوں فارغ البالی سبک سری، آزادی، رنج ملال سے دوچار کراتے ہو، اور یوں بھی قدرے آرام سے زندگی گذر رہی ہے۔ کیوں ہنگامہ برپا کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ اسی ہنگامے پر موقوف تو نہیں زندگی اور گھر کی رونق۔　ع　اور بھی دکھ ہے زمانے میں..... اور پھر

نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں　　گوشے میں قفس کہ مجھے آرام بہت ہے

یقیناً یہ فرض بھی پورا کروں گا اور فمن رغب عن سنتی الخ کے وعید کا کیونکر مرتکب بنوں اور ضرور اس راہ اور دشت وصحرا سے بھی گزر ہوگا۔ اور سوئے دار سے قبل کوئے یار بھی جاونگا۔ اور اس دشت کے بگولے کو اگر چند گھڑیاں دم لینے کا وقت میّسر آیا اور اگر مشغلہ لوح وقلم اور چند اہم مقاصد نے اس کی تھوڑی بھی فرصت دی، تو

میں بھی تجھے بتاوں کہ مجنون نے کیا کیا　　فرصت کشاکش غم پنہاں سے گر ملے؟

ابھی کجاو محمل کے سایہ میں دم لینے کا وقت نہیں آیا ابھی تو اس کڑی دھوپ کے مسافر کو کئی سفر درپیش ہیں بشرطیکہ راہ شوق میں کوئی لغزش پا صادر نہ ہوجائے ورنہ پھر

صرف اک قدم اٹھاتھا غلط راہ شوق میں　　منزل تمام عمر مجھے ڈھونڈتی رہی

یورپ کے سفر کا خلاصہ یہ کہ یورپ میں سوائے انسانی اخلاقی، قدروں کی پامالی ظاہری زرق وبرق، آزادی نسواں کے ڈھونگ اور سگ پرستی، مادہ پرستی اور نفسانفسی کے اور کیا ہے؟ اگر چہ ان کے بعض صفات قابل رشک بھی ہیں۔ لیکن ان کے معائب کا پلہ ان پر بھاری ہے۔ بہرحال اس بزم پریشاں کچھ بھی نہیں سوائے اس کے

فتنہ، فساد، رشک، تغافل، غرور، ناز اس کے سوائے ہے اور تیری انجمن میں کیا؟

یورپ دو دفعہ دیکھ لیا اور یہ تاثرات بھی میرے ۱۹۹۳ء اور ۱۹۹۶ء کے تھے۔ یہ میں نے ذہن کے حافظہ کی ڈائری سے نکال کر آپکی نذر کیے۔ یورپ میں زیادہ عرصہ اسلیے نہیں رہا کہ وہ ویرانہ میرے جنوں کو سنبھال نہیں سکتا تھا۔

فرنگ میں کوئی دن اور بھی ٹھہر جاؤں میرے جنوں کو سنبھالے اگر یہ ویرانہ

سفر کے اختتام پر

تا عمر ڈھونڈتا رہا منزل میں۔۔۔۔ انجام یہ کہ گرد سفر لے کے آگیا

ماخذ و مصادر

القرآن الکریم صحاح ستہ حواشی غبار خاطر ۔ مالک رام (عبدالعزیز)
تاریخ دعوت وعزیمت۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ مغرب سے چند صاف صاف باتیں۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دائرۃ المعارف الاسلامیہ (لاہور)۔ دنیا کی سو عظیم کتابیں۔ ستار طاہر۔ سو عظیم آدمی۔ مائیکل ہارٹ۔ ترجمہ عاصم بٹ۔ اسلامی روایات کا تحفظ۔ پروفیسر جمیل واسطی۔ عالمی معلومات۔ سو برس قبل کا سفرنامہ یورپ۔ منشی محبوب عالم۔ سفرنامہ انگلستان۔ علی سفیان آفاقی۔ پیرس وپارس۔ ثریا حسن۔ عالم اسلام کی صورت حال۔ اسرار عالم۔ المنجد۔ لامذہبی دور کا تاریخی پس منظر مولانا تقی امینی بین الاقوامی تعلقات۔ ایس ایم شاہد۔ نپولین کی خودنوشت۔ میری جدوجہد۔ ہٹلر۔ بوسنیا پر یلغار۔ آصف نثار عثمانی۔ دیوان غالب۔ کلیات اقبال۔ اردو وفارسی کلیات داغ۔ دیوان حافظ شیرازی۔ کیفیات۔ محمد زکی کیفی۔ نالۂ زار۔ محمد ابراہیم فانی۔ نسخہ ہائے وفا۔ فیض احمد فیض مجموعہ منتخب اشعار (لاہور) دیگر متعدد رسائل وجرائد۔ ترغیبات، نیاز فتح پوری

خود انحصاری کی طرف ایک اور قدم

نیلم گلاس

ngi

رنگین شیشہ (Tinted Glass)

باہر سے منگانے کی ضرورت نہیں۔

چینی ماہرین کی نگرانی میں اب ہم نے رنگین عمارتی شیشہ (Tinted Glass)

بنانا شروع کر دیا ہے۔

دیدہ زیب اور دھوپ سے بچانے والا **فیلم** کا (Tinted Glass)

نیلم گلاس انڈسٹریز لمیٹڈ

ورکس، شاہراہِ پاکستان حسن ابدال۔ فون: 563998 - 509 (05772)

فیکٹری آفس، ۲۸۴-بی راجہ اکرم روڈ، راولپنڈی فون: 568998 - 564908

رجسٹرڈ آفس، ۱۷-جی گلبرگ II ، لاہور فون: 871417-878640